دہشت گردی کے سد باب میں نوجوانوں کا کردار
(تعلیمات نبوی کی روشنی میں)

**URDU-THE ROLE OF YOUTH TO ELIMINATE THE TERRORISM
(IN THE LIGHT OF PROPHET (S.A.W) ŞEERÂH)**

Dr. Ahmad Hassan*, Dr. Noor Hayat Khan**

The Scholar Islamic Academic Research Journal || Web: www.siarj.com ||
P. ISSN: 2413-7480 || Vol. 3, No. 2 || June-December 2017 || P. 47-61

DOI: 10.29370/siarj/issue5ar3

URL: <https://doi.org/10.29370/siarj/issue5ar3>

License: Copyright c 2017 NC-SA 4.0

ABSTRACT:

Islam is the Religion of nature and prohibits all such deeds that explicitly or implicitly promote violence. Our Holy prophet has repudiated every such route of which could potentially disrupt the environment Peace and prosperity. The Holy prophet preached and practiced the best in every aspect of life. So, Islam and last prophet (S.A.W) life serves as a guideline, not only for Muslims but for people all over the world as to make life easier for everyone and show them the way to an ideal life. Islam as a universal Religion, that seeks to bring people together irrespective of their religious, class, creed or gender difference. It seeks to in still peace in every individual who looks for it and therefore bring them in with each other. And we must support our adults as to provide them peace education, and we must engage him as a worker on community development projects. The main results included increased adult awareness of the situation and needs of youth, improved youth-adult relations, reduced perceptions of youth as troublemakers, reduced fighting between youth, increased community planning, and increased perceptions that youth make a positive contribution to the community. The results suggest that a dual focus on youth and community

* Ex Lecturer Islamic Center Copenhagen Denmark, Email: Dr.hassanktk786@gmail.com

** Associate Professor, Department of Islamic Studies, NUML H-9 Islamabad, Email: noor.hayatdr@gmail.com

development contributes to peacebuilding and the disruption of cycles of violence. Extremism is unacceptable term in Religion and one of the most reliable tactics of the satan that could easily entangles the honest pious people in their prey and digress them from their Religion. Our beloved country is a victim of extremist and terrorist activities. Extremism and terrorism is Cancer for my society, sinister circumstances of our country demand the role of educated youth to come forward and utilize their intrust energy and potential in the lights of rules and principles of our peace prophet to kick this plague in the bud from the land of the pure.

KEYWORDS: Explicitly, Violence, Community, Circumstances, Contributes, Principles, Nations, Plague

کلیدی الفاظ: امن، مسائل، انصاف، قابل حکمران، نوجوان، احتساب، انتہا پسندی، کینسر، تعلیم یافتہ، قانون۔
تعارف:

اسلام امن و سلامتی کا دین ہے اور رسول اللہ ﷺ پیغمبر امن ہیں، دنیا سے فساد اور دہشت گردی کو مٹا کر امن کا پیغام لائے ہیں۔ آج جو فساد اور خونریزی اور خوف لوگوں کے دلوں پر طاری ہے اس کا واحد علاج رسول امن ﷺ کے اسوہ حسنہ میں ہے یعنی آپ ﷺ نے جس سوچ اور نظریے اور عمل کی بنیاد ڈالی ہے۔ بد قسمتی سے فساد یوں اور دہشت گردوں نے اسلام اور مسلمان قوم کو نشانہ بنایا، اور ان کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ حالانکہ اسلام تو امن و سلامتی کا درس دیتا ہے، فساد، انتہا پسندی اور دہشت گردی کی مذمت کرتا ہے۔ صلح کو پسند کرتا ہے، برائیوں اور غیر قانونیت کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ آج دنیا میں فساد اور دہشت گردی اسلام کی وجہ سے نہیں، بلکہ عالم کفر ہی کی پیداوار ہے۔

عصر حاضر کے نوجوانوں کو سیرت نبوی ﷺ سے آراستہ کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے تاکہ وہ اس بات کو جان کر فخر محسوس کریں کہ نبی ﷺ نے فتنہ و فساد کو ختم کر کے امن کا شاندار اسوہ چھوڑا ہے۔ اور خلافت راشدہ جو حضور ﷺ کی صحیح جانشین تھی، ایسا پر امن ماحول تخلیق کرنے میں کامیاب ہوئی، کہ اسے عالمی تاریخ میں مثالی حیثیت دی گئی۔

مقالہ ہذا دہشت گردی کے مفہوم اسباب اور سد باب کے تذکرے پر مشتمل ہے۔

دہشت گردی کا مفہوم:

دہشت گردی: خوف و ہراس پھیلانا دہشت کے معنی خوف اور ڈر کے ہیں یہ فارسی زبان کا لفظ ہے، ہندی

میں ”آئیک واد“، انگریزی میں (Terrorism) اور عربی میں ”ارهاب اور اربابیت“ کہتے ہیں⁽²⁾ عربی لغت کے علماء نے درج ذیل تعاریف کی ہیں: الإرهاب ”مخافة مع تحوز واضطراب“،⁽³⁾ یعنی ”احتیاط اور بے چینی کے ساتھ خوف و ہراس“ بیان کئے ہیں۔ اسی طرح مجد الدین فیروز آبادی نے اس کے معنی ”أخافه وتوعده“،⁽⁴⁾ یعنی ”ڈرانا اور دھمکانا“ ذکر کئے ہیں۔

”رہب“ کا لفظ قرآن میں چھ مختلف مقامات پر آیا ہے⁵۔

مجموعی طور پر ہر جگہ اس کا مفہوم ڈرنا اور ڈرانائی ہے۔

اصطلاحی تعریف:

مجمع الفقہ الاسلامی کی تعریف: رابطہ عالم اسلامی کے تحت قائم فقہی ادارہ ”المجمع الفقہی الاسلامی“ نے اپنے سولہویں اجلاس عام میں دہشت گردی کی جامع تعریف کی ہے:

” الإرهاب هو العدوان الذي يمارسه افراد أو جماعات أو دول ، بغياً على الإنسان، دينه و دمه و عقله وماله و عرضه، يشمل صنوف التخويف والأذى والتهديد والقتل بغیر حق وما يتصل بصور الخرابة وإخافة السبيل وقطع الطريق، كل فعل من افعال العنيف أو التهديد يقع تنفيذاً لمشروع إجرامي فردي أو جماعي ، ويهدف إلى إلقاء الرعب بين الناس، أو ترويعهم بإيذائهم أو تعريض حياتهم أو حريتهم أو أمنهم أو أحوالهم للخطر، ومن صنوفه إلحاق الضرر بالبيئة أو بأحد المرافق والإملاك العامة أو الخاصة أو تعريض أحد الموارد الوطنية أو الطبيعية للخطر فكل هذا من صور الفساد في الأرض التي نهى الله سبحانه وتعالى المسلمين عنها: وَلَا تَبْغِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ“⁶

ترجمہ: ”دہشت گردی وہ حد سے بڑھا ہوا ظلم ہے جس کا ارتکاب افراد، گروہ یا حکومتیں کرتی ہیں، کسی شخص کے دین و عقل، اس کی جان و مال، عزت و آبرو اور عقل و فکر پر زیادتی کے طور پر، جس کا اطلاق ایسی تمام سرگرمیوں پر ہوتا ہے، جن کا مقصد دہشت پھیلانا، ایذا رسانی، ڈرانا دھمکانا و قتل ناحق ہے، نیز خون ریزی اور راستوں کو پر خطر بنانا اور ڈاکہ زنی جیسے تمام غیر انسانی افعال اس کی فہرست میں داخل ہیں، اسی طرح تشدد اور خوف و ہراس برپا کرنے کی ہر ایسی کاروائی جو فرد یا گروہ کی کسی مجرمانہ منصوبہ بند سازش کی تکمیل کرتی ہو اور جس کا مقصد لوگوں کے اندر رعب ڈالنا یا ان کو ایذا رسانی کا خوف دلانا یا ان کی زیست و آزادی سے چھیڑ چھاڑ کرنا یا ان کے امن و امان اور ماحول کو خطرات سے دوچار

کرنا ہو، اور ماحولیات کو زک پہنچانا یا عام یا خاص انتقام کی چیزوں کو یا سرکاری وغیرہ سرکاری املاک کو تباہ
برباد کرنا، یا ملکی قدرتی ذرائع پیداوار کے لئے خطرہ پیدا کرنا، پس یہ تمام سرگرمیاں زمین میں فساد
پھیلانے کی مختلف صورتیں ہیں، جس سے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو منع کیا ہے کہ ”تم زمین میں
فساد نہ مچاؤ کہ اللہ تعالیٰ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا ہے۔“

دہشت گردی کے سد باب میں نوجوانوں کا کردار

۱۔	محمد رسول اللہ ﷺ کا کردار	۲۔	نبی امن ﷺ اور جھگڑوں سے نفرت
۳۔	معادہ امن حلف الفضول	۴۔	بیثاق مدینہ معاہدہ امن اور متحدہ قومیت کا تصور
۵۔	صلح حدیبیہ معجزہ امن	۶۔	رسول امن ﷺ کا جنگی ضابطہ اخلاق
۷۔	جنگ و قتال اور دہشت گردی	۸۔	جنگ و قتال اور دہشت گردی
۹۔	سماجی و فلاحی سرگرمیاں	۱۰۔	وحدت امت کا تحفظ
۱۱۔	معتدل اسلامی فکر	۱۲۔	خلاصۃ البعث

محمد رسول اللہ ﷺ کا کردار:

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول، محسن کائنات محمد ﷺ کی پوری زندگی بچپن سے وصال تک پورے عالم
کے لئے ایک نمونہ اور مثال ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے رضاعت کے موقع پر جب آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے
جب آپ ﷺ کو ثویبہؓ اور پھر حلیمہ سعدیہؓ کا دودھ پلایا تو اپنے رضاعی بھائی عبداللہ اور بہن شیماء کے حصے کو ہونٹ
بھی نہیں لگاتے تھے۔ عرض یہ کہ محسن انسانیت ﷺ اخلاق جمیلہ اور اوصاف حمیدہ کی زبردست مثال تھے انسانوں
کی خدمت اور دادرسی ابتدائی زندگی سے ہی شعار تھا عام انسانوں سے ہٹ کر آپ ﷺ کے معمولات زندگی لوگوں
کی توجہ کا مرکز رہتے قناعت اور خاموشی آپ ﷺ کا شیوہ تھا۔ آپ ﷺ کی مختصر جامع پر مغز اور صداقت پر مبنی
گفتگو سن کر لوگ آپ ﷺ کو صادق اور امانت میں دیانت کی جھلک دیکھ کر ہی آپ ﷺ کو امین کے خطاب سے
پکارتے اور یاد کرتے تھے۔

نبی امن ﷺ اور جھگڑوں سے نفرت:

جنگ و جدل لڑائی کو اسلام پسند نہیں کرتا کیونکہ اسلام امن کو اولیت دیتا ہے اگر باہر مجبوری ایسا کرنا پڑے تو رسول امن
ﷺ نے فرمایا:

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ « لَا تَمْنُوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا ” 7

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو لیکن اگر مقابلہ ہو تو لڑائی میں صبر کرو۔“

اسلامی تاریخ کو اگر بغور دیکھا جائے تو ہمیشہ ابتداء دشمن کی طرف سے ہوئی ہے یعنی دفاعی جنگیں لڑی گئی ہیں جب اسلام پر حرف آنے کا خطرہ ہوتا تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفر کے راستے کو روکنے میں کسی کا لحاظ نہیں رکھتے وہ سب سے پہلے مسلمان تھے پھر ایک قوم، خالصتاً قومیت کی جنگ سے ہمیشہ دنیا بد امنی کا شکار رہی ہے۔ اگر ہم قومی اور لسانی تعصبات درمیان میں سے نکال لیں گے تو سارے مسلمان خواہ جہاں بھی ہو جب تک وہ اپنے آپ کو مسلمان تصور کرے گا خواہ وہ عربی النسل ہو یا عجمی ہو ایشیا میں ہو یا یورپ میں ایک قوم تصور ہونگے۔

ہماری نوجوان نسل آج معمولی سی بات کو اٹھا کر گھروں اور اداروں کی تباہی کا سبب بن رہے ہیں، آئے روز فسادات، لڑائی جھگڑے اسلامی تعلیمات سے دوری کا سبب ہیں نوجوان ہمارا قومی سرمایہ ہے، اس قیمتی سرمائے کو سیرت طیبہ کی تعلیمات سے روشناس کروانا ہر اچھے باپ اور بہترین استاد کی اولین ذمہ داری ہے۔

اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں، کہ رسول امن ﷺ لڑائیوں کا رفع دفع کیسے کرتے تھے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ کے لئے نکلے بہت سے مہاجرین بھی ساتھ ہو گئے مہاجرین میں ایک شخص کچھ زیادہ ہی خوش مزاج تھا چنانچہ اس نے ایک انصاری کے کولہوں پر اپنے پیر سے ٹھوکر لگائی انصاری کو اس پر بہت غصہ آیا انصاری نے اپنے لوگوں کو مدد کے لئے پکارا، اے انصاریو! اس مہاجر نے بھی پکارا! اے مہاجر! اتنے میں جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ تم کیوں زمانہ جاہلیت کی آوازیں لگا رہے ہو؟ ان دونوں کے معاملے کے بارے میں دریافت کیا کہ ان کا کیا معاملہ ہے؟ جب آپ ﷺ کو تفصیلات سے آگاہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پکار کو چھوڑو یہ جاہلیت کے بدبودار نعرے ہیں اس پر منافقوں کے سردار عبد اللہ بن ابی بن سلول نے کہا کیا ہمارے خلاف (مدد کے لئے) پکارا گیا ہے؟ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ جائیں تو ہم معزز بے عزت اور حقیر بنانے والوں کو شہر سے نکال باہر کریں گے (یہ سن کر) حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم اس خبیث عبد اللہ کو قتل نہ کر دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ نہیں چھوڑو کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرواتے ہیں۔⁸

دیکھئے حضور ﷺ کے پیارے فرامین میں امن و امان اور مسلمانوں کے باہمی اتفاق و اتحاد کا کس قدر خیال رکھا گیا ہے اور یہ سب اس وجہ سے کہ اسلام کی شان و شوکت محفوظ رہے اور دعوت حق کو مکمل کرنے اور نو مسلموں کے دلوں میں ایمان کو پختہ کرنے اور غیر مسلموں کو اسلام کی ترغیب دینے کے لئے منافقوں کی اس قدر بد سلوکی پر بھی صبر کیا گیا اور

ان کو برداشت کیا گیا۔ بلکہ اکثر اوقات منافقوں کو قتل کرنے کے بجائے بہت سامان بھی دیتے تھے تاکہ اسلام کی خوب اشاعت ہو جائے، حالانکہ آپ ﷺ کو ظاہر پر عمل کرنے اور پوشیدہ باتوں کو اللہ کے سپرد کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور اس لئے بھی کہ وہ (منافق) لوگ چند ہی تھے جو صحابہ کرام میں گھل مل گئے تھے اور ان سے جھگڑے وغیرہ کرتے رہتے تھے کبھی غیرت کے نام پر، کبھی دنیا کی طلب کے لئے، کبھی اپنی باہمی قبائلی نفرتوں کی بناء پر⁹۔

قیام امن کے لئے معاہدات:

معاہدہ امن حلف الفضول

روز روز کی لڑائیوں سے عرب کے سینکڑوں گھرانے برباد ہو گئے تھے۔ ہر طرف بد امنی اور آئے دن کی لوٹ مار سے ملک کا امن و امان غارت ہو چکا تھا۔ کوئی شخص اپنی جان و مال کو محفوظ نہیں سمجھتا تھا۔ نہ دن کو چین، نہ رات کو آرام، اس وحشت ناک صورت حال سے تنگ آکر کچھ صلح پسند لوگوں نے جنگ فجار کے خاتمہ کے بعد ایک اصلاحی تحریک چلائی۔ امن و امان کے قیام کے لیے کیا جانے والا یہ معاہدہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے بھی شرکت کی تھی جب آپ کی عمر مبارک 20 سال تھی۔

آخر کار حرب فجار کے بعد قریش اور بنی قیس کے درمیان ذی القعدة 590 ھ میں یہ معاہدہ طے پایا۔ معاہدے میں تمام قبائل نے مل کر یہ عہد کیا کہ:

1. ہم مظلوموں کا ساتھ دیں گے، خواہ وہ کسی قبیلے کے ہوں یہاں تک کہ ان کا حق ادا کیا جائے۔
2. ملک میں ہر طرح کا امن و امان قائم کریں گے۔
3. مسافروں کی حفاظت کریں گے۔
4. کسی ظالم یا غاصب کو مکہ میں نہیں رہنے دیں گے۔
5. غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس معاہدے میں شرکت کی کیونکہ یہ امن و امان کا معاہدہ تھا۔ اس لیے آپ اس کو بہت پسند فرماتے تھے۔ آپ کے نزدیک اس معاہدے کی اتنی اہمیت تھی کہ زمانہ رسالت میں بھی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے کہ اس معاہدے کے مقابلے میں مجھ کو سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیے جاتے تو میں نہ لیتا اور اگر اب بھی شرکت کے لیے بلایا جائے تو میں اسے قبول کروں گا۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امن و امان کس قدر پسند تھا جبکہ وہ قبائلی دور تھا۔¹⁰

معاہدہ حلف الفضول ہمارے نوجوانوں کے لئے قیام امن کے سلسلے میں مشعل راہ ہے۔ قیام امن کے لئے ان پانچ

عوامل کی ہر دور میں ضرورت ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو بھی چاہیے، کہ مظلوم کا ساتھ دیں خواہ وہ کسی بھی طبقہ، نسل، گروہ سے تعلق رکھتا ہو۔ ظالم اور غاصب کو دوست کبھی نہ بنائیں۔ اور غریبوں کی خوشحالی میں اپنا کردار ادا کریں تاکہ قیام امن کے سلسلے میں قوم ہمیشہ ان کی احسان مند رہے۔

میثاق مدینہ معاہدہ امن اور متحدہ قومیت کا تصور:

حضور ﷺ ناموافق حالات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ۵۳ سال بعد مدینہ ہجرت کر گئے تاکہ وہاں اللہ تعالیٰ کے احکام پر بطریق احسن زندگی گزار سکیں ”مدینہ منورہ میں قیام کے دوران مہاجرین اور انصار میں مواخات (اخوت اور بھائی چارے) کا رشتہ جوڑا گیا تھا ہجرت کے پہلے سال ہی نبی ﷺ نے تمام اہل مدینہ جن میں مسلمان یہود اور مشرکین شامل تھے کے درمیان ایک معاہدہ ”۱ ہجری ۶۲۳ میں“ قائم کیا جو تاریخ میں میثاق مدینہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس معاہدے میں نسل اور مذہب کے اختلاف کے باوجود ایک متحدہ قومیت کا تصور تھا۔ جس کا مقصد باہمی حقوق کی پاسداری اور امن کا قیام تھا۔“¹¹ میثاق مدینہ کا یہ معاہدہ نبی ﷺ کی حکمت اور امن پسندی کی روشن دلیل ہے جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو ایک آزادانہ اور دفاعی لحاظ سے پر امن خطہ قبضے میں آگیا جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور قانون کی بالادستی قائم کر سکیں اور حضور ﷺ سیاسی، قانونی اور عدالتی ثالث قرار پائے۔

میثاق مدینہ بڑی اہم دستاویز ہے عصر حاضر میں امت مسلمہ اس سے بڑے فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ اور خاص کر دہشت گردی کا شکار اپنا پیارا ملک پاکستان اس سے درج ذیل فوائد حاصل کر سکتا ہے۔

- ۱۔ قبائل کو قومی دھارے میں لا کر قومی وسائل کا منصفانہ تقسیم کیا جائے۔ تاکہ قبائل کا احساس محرومی ختم ہو جائے۔
- ۲۔ سیاسی، مذہبی اور اقتصادی قیادت اپنے ملک کی خاطر اپنے مفادات کا تگ و دو چھوڑ کر فسادات اور نزاعات کے خاتمے میں کردار ادا کریں۔
- ۳۔ امت مسلمہ کے تمام صدور اور وزرائے اعظم کی مشترکہ کانفرنس کا انعقاد کیا جائے، اور اس میں یہ طے کیا جائے، کہ اللہ، قرآن اور محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے کے ساتھ ساتھ تمام اہم اسلامی احکامات پر عمل کے لئے حکمت عملی وضع کریں، جو کسی طرح بھی اختلافی اور متنازع نہ ہوں۔
- ۴۔ غیر مسلم شہریوں کا تحفظ اور ان کے حقوق کا تحفظ بھی یقینی بنایا جائے اور ان کے لئے لائحہ عمل اور حدود بھی متعین کریں، تاکہ معاشرے میں امن کا قیام یقینی ہو جائے۔
- ۵۔ تمام مسلم ممالک اپنے تمام مسائل خود ہی حل کرنے کا عالمی فورم بحال کریں، اور اپنے

وسائل کو بروئے کار لانے کے لئے خود انتظام کریں، غیر مسلم ممالک سے کسی طرح کی کوئی مدد نہ لی جائے، خاص کر ان ممالک سے جو ہمارے داخلی امور پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

صلح حدیبیہ معجزہ امن:

صلح حدیبیہ کا معاہدہ بھی نبی ﷺ کی امن پسندی اور صلح جوئی کا ایک نمونہ ہے، رسول امن ﷺ نے ہمیشہ پر امن رہنے کی تاکید کی ہے اور لڑائیوں سے حتی الوسع بچنے کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ جیسا کہ صلح حدیبیہ بطور نتیجہ مسلمانوں کی جیت قرار پائی۔

صلح حدیبیہ کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

- (1) فریقین دس سال تک جنگ سے باز رہیں گے۔
- (2) عرب قبائل آزاد ہوں گے کہ وہ فریقین میں جس کے ساتھ چاہیں خلیفانہ تعلقات قائم کریں۔
- (3) محمد ﷺ اور ان کے ساتھی اس سال واپس چلے جائیں اور اگلے سال عمرے کے لئے آئیں اور اپنی تلواریں نیام میں رکھیں اور مکہ میں صرف تین دن قیام کریں گے۔
- (4) قریش کے تجارتی قافلوں کو مدینے کے حدود میں امان حاصل ہوگی۔
- (5) اگر قریش کا کوئی آدمی بغیر اجازت مکے سے مدینے چلا جائے تو اسے واپس بھیجا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان مکے میں آئے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔

اس صلح پر صحابہ کرام کا عدم اطمینان کا اظہار تھا لیکن پیغمبر اسلام ﷺ نے قیام امن کی خاطر اپنے جانثار ساتھیوں کو صلح پر راضی کر لیا اور ان کے اطمینان کے لئے اللہ تعالیٰ نے مدینہ واپسی پر سورۃ الفتح نازل فرمائی اور اس صلح حدیبیہ کو قرآن نے فتح مبین قرار دیا۔¹²

آج ہمارا حال یہ ہے کہ حریف کی طرف سے کوئی ناخوش گوار بات پیش آئے تو فوراً الجھ جاتے ہیں لیکن جب بے فائدہ لڑائی کے نقصانات کا پتہ لگ جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہمارے خلاف سازش کی گئی ہے۔ ”حالانکہ نہ لڑنا حقیقتاً اس کا نام نہیں ہے کہ کوئی لڑنے نہ آئے تو آپ نہ لڑیں۔ بلکہ حقیقتاً نہ لڑنا یہ ہے کہ کوئی لڑنے کے لئے آئے اور آپ نہ لڑیں لوگ آپ کو اشتعال دلائیں گے مگر آپ مشتعل نہ ہوں۔ لوگ آپ کے خلاف سازشیں کریں، اور آپ ان کی باتوں میں نہ آئیں بلکہ اپنی خاموش تدبیروں سے ان کی سازشوں کو ناکام بنائیں لوگ آپ کے خلاف اپنے دلوں میں دشمنی لئے ہوئے ہوں، تب بھی آپ ان کی دشمنی کو عمل میں نہ آنے دیں،“¹³۔ زندگی کا اصل راز حریف سے لڑنا نہیں ہے بلکہ یہ کہ لڑائی سے بچ کر اپنے آپ کو اتنا طاقتور بنایا جائے، کہ کوئی آپ کو دیکھ کر لڑائی کے بغیر محض دبدبہ سے ہتھیار ڈال دے۔

رسول امن ﷺ کا جنگی ضابطہ اخلاق

موجودہ حالات میں امریکہ اور عالمی میڈیا اسلام اور اسلامی تعلیمات کو یہ طعنہ دے رہے ہیں کہ ان کی تعلیمات کے سبب دنیا میں دہشت گردی پھیل رہی ہے۔ اور نوجوان انتہا پسندی اور دہشت گردی کا شکار ہو رہے ہیں۔ حالانکہ امریکہ نے عراق اور افغانستان میں جو دہشت گردانہ رویہ اختیار کیا اور جھوٹے دعوؤں اور غلط مفروضات کو بنیاد بنا کر ان ممالک پر کارپٹ بم باری کی اور جنگجو و غیر جنگجو۔ مرد یا عورت، جوان یا بوڑھا بغیر کسی امتیاز کے سارے کے سارے ممالک کو تہس نہس کر ڈالا اور لاکھوں افراد کو اب تک خاک و خون میں نہلایا جا رہا ہے یہ کس کی تعلیمات کا نتیجہ ہے؟ اور سب سے بڑھ کر اس نے اپنی ان جنگوں میں کسی بھی جنگی قانون کو مد نظر نہیں رکھا، اس کی جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ انسانیت سوز سلوک اور درندگی سے ساری دنیا واقف ہے لیکن شاید ساری دنیا کے معیارات بدل گئے اور ہر ملک دوہرے معیار کی پالیسی اپنائے ہوئے ہیں، کہ غریب اور کمزور اقوام و ممالک کے لئے تو اصول اور ہیں لیکن طاقتور کاہر جرم اور بربریت ایک خاص مصلحت کا حامل بنا کر پیش کر دیا جاتا ہے۔

لیکن آج حقیقت یہی ہے کہ سارا عالم کفر صیہونی تحریک کے ہاتھوں میں کھیل رہا ہے اور سارے مل کر عالم اسلام پر ٹوٹ پڑے ہیں، آگ و خون میں جلنا عراق و افغانستان اور غیروں کی سازشوں کا شکار مصر، شام، لیبیا اور پاکستان اس کا واضح ثبوت ہیں۔ اور جرم صرف اتنا کہ یہ مسلم ممالک ہیں۔

لیکن اس کے برعکس اگر ہم عہد نبی ﷺ کی جنگوں کا جائزہ لیں جو تاریخ انسانی میں غیر معمولی طور سے ممتاز ہیں اکثر دو گنی تگنی اور بعض وقت دس گنا طاقت سے مقابلہ ہوا، اور قریب قریب ہمیشہ ہی فتح حاصل ہوئی دوسری بات یہ کہ چند محلوں پر مشتمل ایک شہری مملکت سے آغاز جو مدینہ منورہ میں ہوا، اور دس سال بعد جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تو دس لاکھ سے بھی زیادہ مربع میل کا رقبہ آپ ﷺ کے خلفاء کے زیر اقتدار آچکا تھا اس کا تقریباً براعظم ہندوستان و پاکستان کے برابر سراسر علاقے کی فتح میں جس میں یقیناً ملیںوں کی آبادی تھی دشمن کے بمشکل ڈیڑھ سو آدمی قتل ہوئے مسلمانوں کا مشکل سے اس دس سال میں ایک سپاہی شہید ہوتا رہا، انسانی خون کی یہ عزت تاریخ عالم میں بلا خوف تردید بے نظیر ہے۔¹⁴

اور دشمن کے ساتھ سلوک کو نبی امن ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کچھ یوں منقول ہے ”سلیمان بن بریدہ کہتے ہیں: کہ حضور ﷺ ہر لشکر کے امیر کو یہ حکم دیتے تھے کہ:

”لَا تَغْدُرُوا، وَلَا تَمْتَلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا وَلِدًا“¹⁵

”نہ عہد شکنی کرو اور نہ لاشوں کو مثلہ کرو اور نہ کسی بچے کو قتل کرو“۔

اس طرح ان فتوحات کا دوسرا پہلو قبضے کا استحکام مفتوحوں کی ذہنیت کی کاپیٹ اور ان کا مکمل طور پر اپنا لیا

جانا اور ایسے افسروں کی تربیت کر جانا کہ آپ ﷺ کی وفات کے پندرہ ہی سال بعد تین براعظموں ایشیاء افریقہ اور یورپ پر پھیلے ہوئے علاقوں پر مدینے کی حکومت کا قائم ہو جانا یہ تمام امور آپ ﷺ کے جنگی ضابطہ اخلاق کے حسن کے امین ہیں۔

جنگ و قتال اور دہشت گردی:

عصر حاضر میں دہشت گردی کے نام پر جنگ سے ہمارے نوجوان اور خاص کر پاکستان کو مطعون کیا گیا ہے، اور دہشت گردی اور اس کے خلاف جنگ دونوں ہی اسلام کے تصورِ جہاد کو آلودہ کرنے کی سازش ہے ثانیاً پاکستان جہاد کے نام پر دہشت گردی کرنے والوں کی زد میں بھی ہے اور ان دہشت گردوں کے خلاف جنگ کرنے والوں کی زد میں بھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ پاکستان میں کچھ حلقے اسلامی تصورِ جہاد کی ایک مخصوص نقطہ نظر سے ترویج کر رہے ہیں اور عوامی سطح پر معدود اسلامی تفہیم اور غیر منطقی اذہان کی موجودگی کا فائدہ اٹھا کر یا تو لوگوں کو ابہامی و انتشاری کیفیت کی طرف دھکیل رہے ہیں یا اپنے مخصوص نقطہ نظر سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش میں ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ لوگوں کو جہاد سے متعلق اسلامی احکامات و تصورات کی اصل روح سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اس ضمن میں غور و خوض کریں اور جہاد اور دہشت گردی کے فرق کو سمجھ سکیں۔ جہاد ایک ایسا مقدس فرائض ہے جو رسول اللہ ﷺ کے سیرت اور غزوات کا مطالعہ کرنے سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ رسول امن ﷺ کے غزوات میں ان لوگوں کا بھی خیال رکھا جاتا تھا، جو اہل قتل تھے۔ مثلاً باندھ کر مارنے کی ممانعت، آگ میں جلانے کی ممانعت، لوٹ مار سے منع کیا، قیدیوں کو قتل کرنے، سفیر کو قتل کرنے بد عہدی کی ممانعت وغیرہ و خشیانہ اعمال کے ارتکاب سے روکا۔ اور دہشت گرد اس طرح کے امتیازات کے قائل نہیں ہوتے اور مجاہدین اسلام نے ہمیشہ رسول امن ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا۔ ”ایسے ہی غزوہ بدر کے ۷۰ قیدیوں کو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام □ میں تقسیم کر دیا اور تاکید فرمائی کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے حالانکہ عربوں میں رواج تھا کہ جنگی قیدیوں کو یا تو سخت اذیت ناک طریقے سے قتل کر دیتے تھے یا ہمیشہ کے لئے غلام بنا لیتے تھے اور یا فدیہ لے کر چھوڑ دیتے تھے اور کبھی قیدیوں کا تبادلہ کر لیتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں صحابہ کرام □ سے مشورہ کر کے فدیہ دے کر چھوڑ دیا اور جو نادار تھے وہ مسلمانوں کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو ان کو رہا کر دیا جائے اور اسی طرح بھی کئی قیدی رہا ہوئے،“ (16)۔ ”اسلامی نقطہ نظر سے جنگ بھی امن و سلامتی کا ذریعہ ہے۔ اور استحکام معاشرت کا وسیلہ ہے اس سے بڑی کوئی ستم ظریفی نہیں ہو سکتی کہ جہاد کو دہشت گردی قرار دیا جائے،“ (17) اور اسلام کو ایک انتہا پسندانہ نظریہ قرار دیا جائے اسلام امن و سلامتی کا دین ہے اور جہاد ایک تعمیری اور مثبت حکمت عملی ہے جس کا مقصد ہی فساد اور دہشت گردی کو ختم

کرنا ہے۔

سماجی و فلاحی سرگرمیاں:

سماج گھر کی طرح ہوتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ گھر ایک چھوٹی سی اکائی ہوتی ہے جبکہ سماج ایک بڑی اکائی کا نام ہے۔ اس بڑی اکائی کو صالح بنیادوں پر تشکیل دینا ہر نوجوان کی اولین ذمہ داری ہے، اسلام ذمہ داری، ملنساری، اتحاد و اتفاق، جذبہ مسابقت الی الخیر اور عدل و انصاف کی تلقین کرتا ہے۔ یہ صالح معاشرے کے بنیادی اوصاف ہیں۔ انسان فطری طور پر کمزور اور دوسروں کا محتاج ہے، اس لئے آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ساری ضروریات زندگی کی تعلیم دی تھی اور فرشتوں پر اس کو افضلیت بھی اس لئے دلادی کہ یہ میرا خلیفہ ہوگا اور اس کے ماتحت لوگ آپس میں ایک دوسرے کے کام آئیں گے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَسْلِمُهُ، مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كَرْبَةً، فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كَرْبَةً مِنْ كَرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“¹⁸

ترجمہ: ”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ظالموں کے حوالے کرتا ہے جو بندہ اپنے مسلمان بھائی کے حاجت پورا کرنے میں لگا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے حوائج پورا کرتا ہے اور جس نے اپنے مسلمان بھائی سے کوئی تکلیف دور کر دی تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے قیامت کے دن اسی عوض میں تکالیف دور کرے گا، اور جس نے کسی مسلمان کا عیب چھپایا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب پر پردہ ڈال دے گا۔“

وحدت امت کا تحفظ:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جاہلیت کی ان تمام محدود مادی، حسی، اور وہمی بنیادوں کو جن پر دنیا کی مختلف قومیتوں کی عمارتیں قائم کی گئی تھیں ڈھادیا، رنگ، نسل، وطن، زبان، معیشت اور سیاست کی غیر عقلی تفریقوں کو جن کی بناء پر انسان نے اپنی جہالت و نادانی کی وجہ سے انسانیت کو تقسیم کر رکھا تھا مٹا دیا اور انسانیت کے مادے میں تمام انسانوں کو ایک دوسرے کا ہم مرتبہ قرار دے دیا۔ ”اسی طرح اسلام نے قومیت کا جو دائرہ کھینچا ہے وہ حسی اور مادی نہیں بلکہ ایک خالص عقلی دائرہ ہے۔ ایک گھر کے دو آدمی اس دائرے سے جدا ہو سکتے ہیں اور مشرق، مغرب کا بعد رکھنے والے دو آدمی اس میں داخل ہو سکتے ہیں“¹⁹۔ عرب کی بدامنی اور نظام ملک کی بے ترتیبی کا ایک بڑا سبب تھا کہ ہر شخص مطاع اور مقتدا ہونے کا مدعی تھا دوسرے کے ماتحت رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔ صرف عالم عرب ہی نہیں بلکہ پورا عجم بھی اس عادت میں مبتلا ہو کر عالم انسانیت کا امن و امان تباہ کر رہے تھے امن کے داعی

محمد ﷺ کا ارشاد ہوتا ہے:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ، اتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنْ أَمَرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مُجَدِّعٌ مَا أَقَامَ فِيكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ“²⁰

ترجمہ: ”اے لوگو! اللہ سے ڈرو (اپنے امیر کی) بات سنو اور اس کی اطاعت کرو، اگرچہ تم پر کسی حبشی غلام کو جو ناک کٹا ہوا ہو، امیر بنا دیا جائے جبکہ تمہارے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن کریم) کو نافذ کرے۔“
مسلمان جہاں بھی ہوں اپنی اسلامی قومیت کا لحاظ رکھتے ہوئے مطیع اور پرامن ہو گا۔

معتدل اسلامی فکر:

مختلف مذاہب اور نظریات جو اسلام سے پہلے دنیا کے مختلف کونوں میں پھیلے ہوئے لوگ تھے ہر ایک بات کے لئے اپنا جداگانہ طریقہ اور مذہب اور ذات پات سے نجات کے لئے دین اسلام اور پیغمبر امن ﷺ جو محسن انسانیت ہیں کے حوالے کر نایام امن کی ضمانت تھی فرمایا:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضِلُّوا أَبَدًا: كِتَابُ اللَّهِ، وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ“²¹

ترجمہ: ”اے لوگو! اور تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا تو کبھی گمراہ نہ ہوں گے وہ روشن (دلیل پیغام امن) اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت ہے۔“

ہم ایسی نبی کے امتی ہیں جس کی تعلیمات میں تنگ نظری و انتہا پسندی کی کوئی گنجائش نہیں ہے ان کی تعلیمات کے ذریعے ہم ایک ایسا معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں جو قیام امن میں سنگ میل ثابت ہو سکتا ہے رسول امن ﷺ کا فرمان ہے:

”مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاسْتَقْبَلَ قِبَلَتَنَا، وَصَلَّى صَلَاتَنَا، وَأَكَلَ ذَيْحَتَنَا، فَهُوَ الْمُسْلِمُ، لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِ، وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِ“²²

ترجمہ: ”جس نے شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور ہمارے قبلے کی طرف رخ کیا اور ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے، اس کے حقوق وہی ہیں جو مسلمان کے حقوق ہیں اور اس پر فرائض وہی ہیں جو مسلمان کے فرائض ہیں۔“

ہمیں معتدل اسلامی فکر اپنا کفر فرقہ پرستی کی روک تھام کرنا ہو گی۔ مسلمان نوجوان مختلف مسالک اور فرقوں میں بٹے ہوئے قوموں کو اسوہ حسنہ پر عمل کروا کے ایک معتدل اور صالح معاشرہ تشکیل دینے میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔

خلاصۃ البحث:

قوموں کی ترقی میں نوجوانوں کی اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں ہر زندہ قوم، تحریک اور نظریہ نوجوانوں پر خصوصی توجہ دیتا ہے، کیونکہ یہ بات سب کو بخوبی معلوم ہے، کہ اقوام و ملل کو چلانے تحریکوں کو متحرک رکھنے اور نظریات کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے ہمیشہ نوجوانوں نے کردار ادا کیا ہے، نوجوان بلند عزائم کے مالک ہوتے ہیں، جہد مسلسل اور جفاکشی ان کا امتیاز ہوتا ہے بے پناہ صلاحیتیں ان میں پنہاں ہوتی ہیں، بلند پروازان کا ہدف ہوتا ہے۔ چیلنجز کا مقابلہ کرنا ان کا مشغلہ ہوتا ہے، میدان کارزار میں شکست کو فتح سے تبدیل کرنے کی قوت ان کے اندر موجود ہوتی ہے، ہمارے نوجوانوں کو بھی عصر حاضر میں درج ذیل چیلنجز کا سامنا کرنا ہے۔ نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے سے درج ذیل کمزوریاں دور کرنے کا عزم کر لیں، چونکہ قوم کی امیدیں ان سے وابستہ ہیں اپنے اور اپنی قوم و ملت پر احسان کر کے اپنا فرائض پورا کر لیں۔ تاکہ آئندہ نسلیں آپ کا یہ احسان بھول نہ پائیں۔

۱۔ انتہا پسندی اور دہشت گردی سے اعتدال کی طرف

۲۔ عالمگیریت اور مغربی تہذیب سے اسلامی تہذیب و تمدن کی بقاء کی طرف

۳۔ بے حیائی فحاشی اور عریانی سے اپنی منزل ایمان اور حیا کی طرف

۴۔ نئے علوم کے حصول کے ساتھ ساتھ تعمیر فکر اور تطہیر فکر

۵۔ صرف دنیا اور مادے کی نہیں، خوف خدا اور فکر آخرت کی طرف گامزن ہوئے تو امید ہے

کہ نسل نو ہمیں معاف کر لیں اور ہم بھی امن و سکون کا سانس لے سکیں گے اللہ تعالیٰ سے دعا

ہے کہ ہمارا ملک اور ملت اسلامیہ کو اپنے فضل و کرم سے دہشت گردی کے ناسور سے بچائے

اور دہشت گرد، دہشت گردی جہاں بھی ہو کفر کردار تک پہنچے۔

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International \(CC BY-NC-SA 4.0\)](https://creativecommons.org/licenses/by-nc-sa/4.0/)

مراجع و حواشی

- 1 فیروز الدین، مجد الدین محمد بن یعقوب، جامع فیروز اللغات، فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، کراچی، ص: ۶۵۸
- 2 دیکھئے: جمیل احمد جالبی، قومی انگریزی اردو لغت، مقتدرہ قومی زبان، پاکستان ۲۰۰۸ء، ص ۲۰۶۱، و شان الحق حقی، فرہنگ تلفظ، مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، (۱۹۹۵)، ص: ۵۳۵
- 3 راغب الاصفہانی العلما، مفردات الفاظ القرآن، دار القائم، دمشق، ص: ۳۶۶
- 4 فیروز الدین، مجد الدین محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت-لبنان، ص: ۸۱۷
- 5 سورة الحشر: ۵۹/۱۳، سورة القصص: ۲۸/۳۲، سورة الانبياء: ۲۱/۹۰، سورة الانفال: ۸/۶۰، سورة اعراف: ۷/۱۱۶، سورة البقرة: ۲/۴۰، وسورة النحل: ۱۶/۵۱
- 6 سورة القصص: ۲۸/۷۷، الشوکی، محمود یوسف، الدكتور، مفهوم الارهاب بین الاسلام والغرب، بحث مقدم إلى مؤتمر "الاسلام والتحديات المعاصرة"، المنعقد بكلية أصول الدين في الجامعة الإسلامية، الغرة، فلسطين، ابریل: 2007م، ص: 873
- 7 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الجہاد، حدیث نمبر: ۳۰۲۶، تحقیق: محمد زہیر، دار طوق النجاة، طبع اول: ۱۴۲۲ھ، 63/4
- 8 صحیح البخاری کتاب المناقب، باب ما ینھی من دعوی الجاہلیة، حدیث نمبر: ۳۵۱۸، ص: ۱۹۱
- 9 النووی، ابو زکریا محیی الدین یحیی بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، دار احیاء التراث العربی-بیروت، طبع دوم: 1392ھ، ص: 5، 445
- 10 ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی، البدایہ والنہایہ، تحقیق: علی شیری، دار احیاء التراث العربی، طبع اول: (1408ھ - 1988 م)، ۳۵۵، ۲
- 11 عبد الرحمن بن محمد بن محمد، ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، حصہ اول، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی، ص: ۵۹
- 12 شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ادارہ اسلامیات، انارکلی لاہور، پاکستان، طبع اول: ۱۴۲۳ھ، ص: ۴۶۵
- 13 وحید الدین خان، مولانا، پیغمبر انقلاب، المکتبۃ الاشرفیہ فیروز پور روڈ، لاہور، ص: ۶۰
- 14 محمد حمید اللہ ڈاکٹر، عہد نبوی کے میدان جنگ، ادارہ اسلامیات لاہور، ص: ۸
- 15 ابوالحسن، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسير، حدیث نمبر: ۱۷۳۱، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربی-بیروت، 1357/3.

- 16 شبلی نعمانی، علامہ، سیرت النبی ﷺ، مکتبہ مدینہ، ۷۱ اردو بازار لاہور، ۱/ ۳۳۸
- ۱۷ دیکھئے: خالد علوی ڈاکٹر، اسلام اور دہشت گردی، دعوة اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ص: ۴۶
- ۱۸ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، باب تحریم الظلم، حدیث: ۲۵۸۰، ۴/ ۱۹۹۶
- ۱۹ دیکھئے: ابوالاعلیٰ مودودی سید، اسلامی ریاست، اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور، ص ۲۴۰-۲۴۳
- ۲۰ أحمد بن حنبل أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الإمام، المسند (المتوفى: 241ھ)، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421ھ - 2001 م: ص: 371/5
- ۲۱ ابن ہشام، السيرة النبوية، قاہرہ، مصر، 4/ 251
- ۲۲ صحیح البخاری، باب فضل استقبال القبلة، حدیث: ۳۹۳، ۱/ ۸۷